بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال و جواب

یورپ میں احتجاجی مظاہرے اور اس کی معاشی کمزوری کے اسباب

(ترجمہ)

سوال:

یورپ کے کئی ممالک میں ہفتہ، 31 اکتوبر کو مظاہروں اور احتجاجی سرگرمیوں کی ایک نئی لہر دیکھنے میں آئی ... "فرانس اس منظرنامے میں سرفہرست رہا، جبکہ جرمنی کے درجنوں شہروں میں ہزاروں نوجوانوں نے مظاہرے کئے۔ پرتگال کے ہزاروں شہری کرایوں اور رہائش سے متعلق ایک ڈرافٹ قانون کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے لزبن شہر کی سڑکوں پر نکل آئے ...مظاہرین نے مہنگائی، عوامی خدمات میں کمی اور تعلیم کی صورتِ حال سے متعلق نعرے بلند کیے...سکیورٹی فورسز نے آنسو گیس اور واٹر کینن کا استعمال کیا، جبکہ بعض علاقوں میں توڑ پھوڑ، املاک کو نذرِ آتش کرنے اور دکانوں کو لوٹنے کے واقعات بھی ریکارڈ کیے گئے..." (مونٹی کارلو، 01نومبر 2026ء)۔ ان پُرشور احتجاجی مظاہروں نے کئی سوالات کو جنم دیا ہے: یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ ممالک اپنے ہی علاقوں میں تعلیم کی مناسب دیکھ بھال کرنے سے بھی قاصر ہیں؟ آخر یورپی معیشت اس حد تک کیسے کمزور ہو گئی کہ وہ اپنی داخلی ضروریات بھی پوری نہیں کر سکتی؟ اور کیا یوکرین کی جنگ اور ٹرمپ کی ایران کے خلاف جنگ کا یورپی معیشت کی کمزوری اور اس کے نتیجے میں ہونے والے ان احتجاجی مظاہروں سے کوئی تعلق ہے؟

برائے مہربانی وضاحت فرما دیں ! اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔

جواب:

مذکورہ بالا سوالات کے جواب کی وضاحت کے لئے ہم درج ذیل امور کا جائزہ لیں گے :

اول: دنیا کے بہت سے ممالک میں احتجاجی مظاہرے ہوتے رہتے ہیں۔ یعنی اگر انہیں کسی صورتحال کے خلاف عوامی ناراضی کے اظہار کا ایک معمول کا مظہر سمجھا جائے تو اس نوعیت کے مظاہرے یورپی ممالک میں بھی ہو چکے ہیں، جیسے 2005ء میں فرانس کے مضافاتی علاقوں میں ہونے والے مظاہرے۔ اس کے بعد بھی احتجاجی مظاہرے ہوئے، لیکن ان میں اس طرح کا تشدد اور لوٹ مار نہیں تھی جیسا کہ ستمبر 2026ء سے اس مرتبہ دیکھنے میں آیا ہے؛ بلکہ اب یہ مظاہرے ہر ہفتے ہونے لگے ہیں۔ یہ مظاہرے ہفتہ 31 اکتوبر 2026ء، اس سے گزشتہ ہفتہ 24 اکتوبر اور اس سے پہلے ہفتہ 17 اکتوبر کو بھی ہوئے۔ "یہ مظاہرے فرانس، اٹلی، اسپین، پرتگال، یونان اور البانیہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ان کے شروع ہونے کی وجوہات مختلف ہیں، لیکن ان تمام مظاہروں میں عدم اطمینان اور حکومتی پالیسیوں پر اعتماد کے فقدان کا مشترکہ احساس پایا جاتا ہے" (اسکائی نیوز عربیہ، 26 اکتوبر 2026ء)۔ یہ مظاہرے فرانس کے اندر پھیلتے گئے اور بیلجیم اور اٹلی تک پہنچ گئے، پھر جرمنی بھی ان کی زد میں آ گیا...ان مظاہروں کے دوران تشدد، لوٹ مار، پولیس کے ساتھ جھڑپیں اور گرفتاریاں بھی ہوئیں، اور یہ احتجاجی لہریں مسلسل پھیلتی رہیں، یہاں تک کہ مشرق میں بلقان کے علاقے تک پہنچ گئیں، جس میں مسلم ملک البانیہ بھی شامل ہے، جبکہ مغرب میں اسپین اور پرتگال تک پھیل گئیں۔ فرانس ان مظاہروں کا مرکز تھا، جن کے مطالبات میں عوام کی معاشی مشکلات حل کرنے، بڑھتی ہوئی قیمتوں اور رہائش کے اخراجات کو روکنے کے علاوہ دیگر معاشی اور سیاسی مطالبات بھی شامل ہو گئے ... ٹرمپ نے فوری طور پر ان مظاہروں کی ذمہ داری اسلام پر ڈالنے کی کوشش کی اور کہا: "فرانس میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ بڑے پیمانے پر کنٹرول سے باہر ہونے والی امیگریشن کے سوا کچھ نہیں۔ یہ اسکولوں کا مسئلہ نہیں، بلکہ یہ اسلام کا معاملہ ہے جو ایک عظیم ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے!" اس پر فرانسیسی صدر نے جواب دیا: "ہمارے ہاں

ایسے لوگ موجود تھے جو یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ امیگرینٹس اور اسلام پسندوں کے جتھوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے، جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے" (سی این این عربی، 22 اکتوبر، 2026ء)۔

دوئم: یہ جاننے کے لئے کہ آیا یہ مظاہرے بھی گزشتہ برسوں میں ہونے والے مظاہروں کی طرح عارضی ہیں یا یورپی ریاستوں کو لاحق کسی بڑی کمزوری کو ظاہر کرتے ہیں، ضروری ہے کہ ان مسائل کا جائزہ لیا جائے جو مسلسل جمع ہوتے ہوئے ان یورپی ریاستوں کے گلے کا طوق بن چکے ہیں۔ ان مسائل میں یوکرین کی جنگ، یورپ کے حوالے سے ٹرمپ انتظامیہ کی پالیسیاں، چین کے ساتھ مقابلے کی دوڑ اور امیگریشن کے مسائل شامل ہیں۔ یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ یہ تمام مسائل عمومی طور پر ان ریاستوں کے حالات اور بالخصوص یورپ کی بڑی ریاستوں کے حالات کو کس طرح متاثر کر رہے ہیں۔ اگرچہ دوسری عالمی جنگ اور امریکہ و سوویت یونین کے ابھرنے کے نتیجے میں یورپ کی بڑی ریاستیں بڑی طاقتوں کے مقام سے نیچے آ گئی تھیں، لیکن پھر بھی یورپی ریاستیں عالمی میدان میں جدوجہد کرتی رہیں اور سرد جنگ کے پورے دور میں ان کی آواز سنی جاتی رہی۔ سوویت یونین کے انہدام کے بعد بھی ان کی یہی حیثیت برقرار رہی، اور انہوں نے امریکی یک قطبی بالادستی کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے 1992ء میں (Maastricht Treaty) معاہدہ کے ذریعے اپنی مشترکہ کرنسی قائم کرنے کے بعد 1999ء میں یورو متعارف کرایا، تاکہ وہ ڈالر کا مقابلہ کر سکے۔ یہ درست ہے کہ یورو ڈالر کے مقابلے میں کھڑا نہیں ہو سکا، لیکن بہرحال یورو آج بھی ڈالر کے بعد دوسری بین الاقوامی کرنسی کے طور پر مانا جاتا ہے۔ عالمی مالیاتی فنڈ کے 2025ء کے اعداد و شمار کے مطابق، دنیا کے مرکزی بینکوں کے زرمبادلہ کے ذخائر میں ڈالر کا حصہ 57 فیصد جبکہ یورو کا حصہ 20 فیصد ہے۔ اس کے باوجود یورپ مجموعی طور پر ایک بہت بڑی معاشی طاقت رہا ہے، جو امریکہ اور چین دونوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ یعنی یورپ عالمی معیشت کے تین بڑے ستونوں میں سے ایک رہا ہے۔ اس حیثیت نے یورپ کو دنیا بھر میں ایک مؤثر سیاسی مقام دیا اور بعض بین الاقوامی میدانوں میں امریکہ کا مقابلہ کرنے کے قابل بھی بنایا، اگرچہ سیاسی اعتبار سے وہ ایک نسبتاً چھوٹا حریف ہی رہا۔ جہاں تک عسکری پہلو کا تعلق ہے تو یورپ سرد جنگ کے زمانے کی طرح امریکہ کی چھتری اور اس کے فوجی تحفظ کے زیرِ سایہ رہا ہے، البتہ برطانیہ اور فرانس نے درمیانے درجے کی نیوکلئیر طاقتوں کی حیثیت برقرار رکھی ہوئی ہے۔

سوئم: یورپ ٹیکنالوجی کے شعبے میں امریکہ اور چین دونوں کا مقابلہ کرنے میں ناکام رہا ہے، اور یہی وہ شعبہ ہے جو عالمی معیشت کو آگے لے جانے میں سب سے نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ یورپ کے کسی بھی ملک میں ایسی بڑی ٹیکنالوجی کمپنی سامنے نہیں آئی جیسی امریکہ اور چین میں موجود ہیں۔ تمام یورپی ممالک ڈیجیٹل صنعتوں کی منڈی بن چکے ہیں، جن پر امریکہ اور چین کے درمیان مقابلہ جاری ہے۔ اس صورتِ حال نے یورپی ممالک کی معاشی صلاحیتوں کو کمزور کرنا شروع کر دیا ہے۔ تاہم ترقی یافتہ یورپی معیشتوں، خصوصاً فرانس، برطانیہ اور جرمنی نے اپنی معیشتوں کی ریڑھ کی ہڈی، یعنی صنعت کو برقرار رکھا ہے، جس میں گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کی مینوفیکچرنگ شامل ہے۔ اگرچی ان ممالک کی معیشتیں صنعتی مصنوعات کی تجارت پر انحصار کرتی رہی ہیں، لیکن یوکرین کی جنگ اور اس کے ساتھ پیش آنے والی بین الاقوامی تبدیلیوں نے یورپ کے توازن کو خطرناک انداز میں بگاڑنا شروع کر دیا ہے، جیسا کہ ذیل میں ذکر کیا گیا ہے:

1- روس کا یوکرین پر حملہ: روس نے 24 فروری 2022ء کو کئی محاذوں سے یوکرین پر حملہ کر دیا اور اس کے دارالحکومت کیف تک جا پہنچا۔ اس موقع پر یورپ لرز اٹھا اور گھبرا گیا، کیونکہ اسے روس کے "بُھوت" کا خوف لاحق ہو گیا تھا، چنانچہ یورپ نے یوکرین کی مدد کرنے اور روس کے حملے کی مزاحمت کرنے کے لئے خود کو بائیڈن انتظامیہ کی قیادت کے حوالے کر دیا۔ بائیڈن انتظامیہ نے ان یورپی ممالک پر اپنی مضبوط قیادت کا مظاہرہ کیا جو کہ خوف میں مبتلا ہو چکے تھے اور اس طرح سے یورپ کی عسکری کمزوری کو ظاہر کر دیا۔ امریکہ کی جانب سے یورپ کی یہ قیادت کرنا دراصل یورپ کی ملٹری کمزوری کا مظہر تھا اور یورپ کا یہ عیب پہلے کبھی اس حد تک واضح طور پر سامنے نہیں آیا تھا۔ رپورٹس میں یورپ کی ملٹری کمزوری کے نکات کو سنجیدگی سے دستاویزی شکل دینا شروع کیا گیا۔ برطانیہ جیسے بڑے ممالک کے پاس صرف چند سو ٹینک موجود ہیں، اور انہوں نے یوکرین کی مدد کے لئے اپنے عجائب گھروں سے بھی عسکری سازوسامان نکالنا شروع کر دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یورپ کی جانب سے کی جانے والی کچھ ملٹری سازوسامان کی تجارت نے یورپی ممالک کی گہری ملٹری کمزوری پر پہلے پردہ ڈال رکھا تھا۔ اور جب یورپی ممالک روس

کے ملٹری خطرے کے سامنے کھڑے ہوئے تو امریکہ نے ان کا استحصال کیا۔ وہ انہیں اپنے پیچھے گھسیٹنا چاہتا تھا اور اس نے مطالبہ کیا کہ وہ چین کے خلاف امریکی پالیسی کی پیروی کریں۔ یورپی ممالک نے اس خوف سے اس کی بات مان لی کہ کہیں امریکہ انہیں روسی خطرے کے سامنے تنہا نہ چھوڑ دے!

2- یورپ کے لئے روس کی انرجی کی فراہمی کا منقطع ہونا: یوکرین پر روسی حملے کی سزا دینے کے تقاضوں میں سے ایک یہ تھا کہ یورپ روس سے توانائی کی فراہمی منقطع کر دے۔ 08 فروری، 2022ء کو وائٹ ہاؤس میں جرمن چانسلر شولز (Scholz) کی موجودگی میں ہونے والی ایک پریس کانفرنس کے دوران بائیڈن نے یہ باور کرایا کہ اگر روسی افواج یوکرین کی سرحد عبور کرتی ہیں تو جرمنی کے لئے روسی گیس کی فراہمی کو منقطع کر دیا جائے گا اور وہ نورڈ اسٹریم 2 پائپ لائن کو روک دے گا، اور یہ روس کے یوکرین پر حملہ کرنے سے بالکل پہلے کی بات تھی۔ اور پھر ایسا ہی ہوا، بلکہ بحیرہ بالٹک میں نورڈ اسٹریم کی گیس پائپ لائنوں کو دھماکے سے اڑا دیا گیا۔ یورپی ممالک نے اس امریکی پالیسی کی مخالفت کرنے کی جرأت نہیں کی، اور یوں یہ ممالک امریکی فیصلوں کے رحم و کرم پر رہ گئے اور ان کا عالمی رعب اور قدر و اہمیت کم ہو کر رہ گئی۔ اس پالیسی کے نتیجے میں یورپی ممالک نے روس کی جانب سے سپلائی ہونے والی سستی گیس کھو دی، جو ان کی صنعتوں کے لئے ریڑھ کی ہڈی تھی۔ پھر ان یورپی ممالک کی حکومتیں کبھی روس سے رابطے کرکے اسے یوکرین کے معاملے سے باز رکھنے کی کوشش کرتی رہیں اور کبھی گیس کے کسی دوسرے ذریعے کی تلاش میں لگیں، لیکن آخرکار انہیں امریکی مائع قدرتی گیس (LNG) پر انحصار کرنے کے سوا کوئی متبادل نہ ملا، جو انہیں چار گنا قیمت پر فراہم کی جا رہی تھی! فرانسیسی صدر میکرون نے کہا: "دوستی کے بڑے جذبے کے ساتھ ہم اپنے امریکی اور نارویجین دوستوں سے یہ ضرور کہیں گے کہ "آپ بہت اچھے ہیں، آپ ہمیں توانائی اور گیس فراہم کر رہے ہیں، لیکن ایک بات زیادہ عرصے تک جاری نہیں رہ سکتی، اور وہ یہ ہے کہ ہم آپ کو آپکی اپنی صنعتوں کے لئے فروخت کی جانے والی قیمت سے چار گنا زیادہ قیمت ادا کریں" میکرون نے مزید کہا: "دوستی کا یہ مطلب بالکل درست نہیں ہے" (الحیاۃ واشنگٹن ویب سائٹ، 07 اکتوبر، 2022ء)۔ چنانچہ اس طرح یورپ کو توانائی کے شدید بحران کا سامنا کرنا پڑا، "گیس کی قیمتیں 2022ء کے بعد اپنی بلند ترین سطح پر پہنچنے اور ذخائر میں کمی کے ساتھ، اس بحران کے اثرات بجٹ اور معیشتوں سے نکل کر گلیوں کوچوں تک پھیل گئے ہیں، جہاں یورپ کے کئی ممالک میں مہنگائی کے خلاف احتجاجی مظاہروں کی لہر وسیع تر ہوتی جا رہی ہے" (العربی الجدید، 17 اکتوبر 2026ء)۔

چہارم: اور اس طرح اس بحران نے یورپی صنعت کی ریڑھ کی ہڈی پر کاری ضرب لگائی:

"جرمنی کی انرجی کی بڑی کمپنی یونیپر (Uniper) نے گزشتہ جمعہ اعلان کیا کہ جب سے روس کی جانب سے گیس کی فراہمی کم ہوئی ہے، اس کے بعد اسے روزانہ کی بنیاد پر لاکھوں یورو کا نقصان ہو رہا ہے" (الجزیرہ نیٹ، 09 جولائی 2022ء)۔ "وال اسٹریٹ جرنل کی شائع کردہ ایک رپورٹ کے مطابق، توانائی کا بل جرمن کمپنیوں کو درپیش نمایاں ترین چیلنجوں میں سے ایک بن چکا ہے، جس کی وجہ یورپ کا انرجی بحران اور تیل و گیس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے باعث کئی برسوں سے جاری اتار چڑھاؤ ہے ... اور اس بحران کا یہ دباؤ اس قدر ہے کہ تقریباً ایک تہائی کمپنیوں نے اپنے سرمایہ کاری کے منصوبے ملتوی کر دئیے ہیں، جبکہ تقریباً 20 فیصد کے قریب کمپنیاں اپنی پیداوار کم کرنے یا اپنی سرگرمیوں کا کچھ حصہ جرمنی سے باہر منتقل کرنے پر غور کر رہی ہیں، اور بعض کمپنیوں نے تو ان اقدامات پر عمل درآمد بھی شروع کر دیا ہے" (العربیہ، 01 اگست، 2026ء)۔ "کلیش رپورٹ (Clash) کے مطابق، اپوزیشن پارٹی (AfD) کی لیڈر ایلس وائیڈل (Alice Weidel) نے برلن میں ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا: 'جرمنی عملاً دیوالیہ ہو چکا ہے۔ جرمنی کے پاس پیسہ نہیں ہے، جرمنی کی کمر ٹوٹ گئی ہے اور وہ آپ کو یہ بات بالکل نہیں بتا رہے'" (اخبار ازویستیا- Izvestia newspaper، 07 ستمبر، 2026ء)۔ "فرانس میں 2025ء کے دوران کمپنیوں کے دیوالیہ ہونے کی تعداد ریکارڈ سطح تک پہنچ گئی۔ فرانسیسی مرکزی بینک کے مطابق، رواں دسمبر میں ختم ہونے والے بارہ ماہ کے دوران دیوالیہ ہونے کے کل 68,564 واقعات سامنے آئے، جو 2024ء کے مقابلے میں 3.5 فیصد زیادہ ہیں" (دی نیو عرب، 06 فروری، 2026ء) ... "برطانوی معیشت کئی بنیادی اور یکے بعد دیگرے اکٹھے ہو جانے والے بحرانوں کا شکار ہے، جنہوں نے اس کے پیداواری اور صارفین سے متعلق تقریباً تمام شعبوں کو نڈھال کر دیا ہے، اور برطانیہ کو اپنی بدترین صورتِ حال سے دوچار کر دیا ہے" (القاہرہ الاخباریہ، 19 اکتوبر 2026ء)۔

پنجم: ٹرمپ انتظامیہ کی کسٹم محصولات سے متعلق پالیسیاں: امریکی صدر ٹرمپ نے اپنی دوسری صدارتی مدت کا آغاز ایک شدید مہم کے ساتھ کیا، جس کا ہدف دنیا کے بیشتر ممالک تھے اور جس کے تحت ان پر بھاری کسٹم ڈیوٹیاں عائد کی گئیں۔ اس پالیسی میں ٹرمپ نے اپنے یورپی اتحادیوں کو بھی مستثنیٰ نہیں رکھا بلکہ ان پر بھی بھاری محصولات عائد کر دئیے۔ بعد ازاں اس نے اپنی پالیسیوں کے نتائج پر فخر کرتے ہوئے کہا: "امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اعلان کیا ہے کہ اس کی انتظامیہ کی جانب سے عائد کردہ کسٹم ڈیوٹیوں کی وجہ سے گاڑیاں بنانے والی کمپنیاں جرمنی اور جاپان سمیت کئی ممالک سے اپنی پروڈکشن تنصیبات کو امریکہ منتقل کر رہی ہیں" (العربیہ، 14 اکتوبر 2026ء)۔ امریکہ نے یورپی صنعت کو اپنی طرف کھینچنے اور یورپ میں کام کرنے والی امریکی کمپنیوں کے منافع سے یورپ کو محروم کرنے کے لئے قوانین بھی منظور کیے، خصوصاً ٹیکنالوجی کمپنیوں کے حوالے سے۔ چنانچہ یورپی کمپنیوں نے انرجی کی بلند قیمتوں اور امریکہ کے لئے اپنی برآمدات پر ٹرمپ کی عائد کردہ ڈیوٹیوں سے خود کو بچانے کے لئے یورپ سے نکلنا شروع کر دیا اور امریکہ میں اپنے نئے پروڈکشن کارخانے قائم کرنے لگیں: "امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے ہفتے کے روز اعلان کیا کہ جرمن گروپ وولکس ویگن (Volkswagen) نے امریکی ریاست جارجیا میں آڈی (Audi) گاڑیوں کی ایک نئی فیکٹری قائم کرنے پر اتفاق کر لیا ہے، جس میں اس کے بقول 4.2 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔ ٹرمپ نے کسٹم ڈیوٹیاں عائد کرنے پر مبنی اپنی پالیسی کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ اس پالیسی نے امریکہ میں صنعتی سرمایہ کاری کو راغب کرنے میں کردار ادا کیا ہے" (الشرق، 25 اکتوبر، 2026ء)۔ ایک دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو، امریکی کمپنیوں نے یورپ میں حاصل ہونے والے اپنے منافع کو امریکہ منتقل کرنا اور وہاں رجسٹر کروانا شروع کر دیا، تاکہ ٹیکس کی نئی مراعات سے فائدہ اٹھا سکیں، جیسے 2022ء میں کانگریس کے منظور کردہ انفلیشن ریڈکشن ایکٹ کے تحت حاصل ہونے والی مراعات۔ یہ امریکی کمپنیاں یورپ کے وسائل سے فائدہ اٹھا رہی تھیں، انہیں نچوڑ رہی تھیں اور یورپی حکومتوں کو ان کمپنیوں کی یورپ میں سرگرمیوں پر حاصل ہونے والی ٹیکس آمدنی سے محروم کر رہی تھیں، اور جس سے یورپ کے اپنے علاقے مزید بنجر ہوتے جا رہے تھے۔ ڈوئچے ویلے (Deutsche Welle) کی 25 اکتوبر 2026ء کو شائع کردہ ایک رپورٹ کے مطابق، "منافع کی اس منتقلی کے نتیجے میں یورپ کے سرکاری بجٹ کو کم از کم 86.4 ارب یورو کے ٹیکس محصولات کا نقصان ہوا"۔

ششم: ٹرمپ انتظامیہ کا یورپ کو تحفظ فراہم کرنے سے دستبردار ہونا: ٹرمپ انتظامیہ کے اقتدار میں آنے کے بعد امریکی صدر نے اپنے یورپی اتحادیوں سے لاتعلقی کا اظہار کرنا شروع کر دیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے فوجی اخراجات میں اضافہ کریں۔ ان تمام حالات کے تناظر میں یورپ کو یوکرین کی جنگ کے دوران امریکہ کے ساتھ اپنی تشویشناک صورتِ حال کا احساس ہوا۔ ٹرمپ انتظامیہ نے روس کے ساتھ اس انداز میں قربت بڑھانا شروع کر دی جس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ یورپی ممالک یوکرین کے محاذ پر تنہا چھوڑ دیے جائیں گے۔ ٹرمپ نے کھلے عام یورپی ممالک سے مطالبہ کیا کہ وہ یوکرین کی حمایت کے اخراجات خود برداشت کریں۔ ایک ایسے وقت میں جب یورپی ملٹری صنعتیں یوکرین کے محاذ کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہیں، یورپ کے پاس امریکی ملٹری صنعتی کمپلیکس پر انحصار کرنے کے سوا کوئی متبادل نہیں ہے کہ وہ روسی حملوں کے مقابلے میں یوکرین کو ڈٹا رہنے پر برقرار رکھے۔ صدر ٹرمپ نے اپنے عوام اور روس کے سامنے فخر سے اعلان کیا کہ اس کی انتظامیہ نے یوکرین کے لئے فوجی امداد روک دی ہے، اور اب وہ صرف یورپ کو اسلحہ اور گولہ بارود فروخت کر رہی ہے، جبکہ اسے یوکرین منتقل کرنے کی ذمہ داری یورپ پر چھوڑ دی گئی ہے! اس صورتِ حال نے یورپی ممالک کے بحرانوں کو مزید شدید کر دیا ...گویا ان کا امریکی اتحادی یوکرین سے دستبردار ہو رہا ہے اور یورپ سے مطالبہ کر رہا ہے کہ وہ روسی خطرے کے مقابلے میں اپنی سکیورٹی کا انتظام خود کرے! جبکہ اس سے قبل اور یوکرین پر روسی حملے کے بعد بھی یورپ اپنے وسائل کی فراوانی سے سینکڑوں ارب یورو کاٹ کر اپنی افواج کے لئے مختص کر رہا تھا، امریکی اسلحہ خرید رہا تھا اور اپنے ملٹری صنعتی انفراسٹرکچر کو ترقی دے رہا تھا۔ لیکن جب ٹرمپ نے یورپ کے تحفظ کے بارے میں شکوک پیدا کر دیے تو یورپی ممالک یہ سمجھنے سے قاصر ہو گئے کہ یوکرین کی حمایت کا معاملہ تو دور کی بات، روسی خطرے کے مقابلے میں خود اپنی سکیورٹی کا انتظام کرنے کے لئے انہیں کیا کرنا چاہیے!

ہفتم: ایران کے خلاف امریکہ کی جنگ: 2026ء کے آغاز میں امریکہ نے اپنے چیلے، یہودی وجود کے ساتھ مل کر ایران

کے خلاف جنگ برپا کرنے کے علاوہ، امریکی صدر ٹرمپ نے توہین آمیز انداز میں یورپی ممالک سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ بھی اس جنگ میں شریک ہوں۔ لیکن ان یورپی ممالک نے ایسی جنگ میں شرکت سے انکار کر دیا جس کے بارے میں ان سے مشاورت تک نہیں کی گئی تھی۔ امریکی صدر نے یورپی ممالک کو دھمکیاں دینا مزید تیز کر دیں اور کہا کہ اگر وہ امریکہ کی مدد نہیں کرتے، یعنی مشکل وقت میں اس کے کسی کام نہیں آتے، تو پھر امریکہ ان کا دفاع کیسے کر سکتا ہے اور ایسے بے فائدہ ممالک کے ساتھ اتحاد کیوں رکھے! جب ایران نے آبنائے ہرمز بند کر دی اور خلیجی تیل کی فراہمی منقطع ہو گئی تو یہ ایک اور بھاری ہتھوڑا ثابت ہوا جسے ٹرمپ نے یورپ کے ساتھ ساتھ چین پر بھی برسایا۔ اور وہ یہ اعلان کرتا اور ڈینگیں مارتا رہا کہ امریکہ خلیج سے تیل درآمد نہیں کرتا اور تیل کی فراہمی منقطع ہونے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا:

”امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا کہ آبنائے ہرمز کو ہر وقت کھلا رہنا چاہیے۔ اس نے زور دیا کہ وہ ممالک جو اپنا تیل اس گزرگاہ سے گزارنے پر انحصار کرتے ہیں، وہی اس کے ذمہ دار ہیں کہ اس گزرگاہ کے دفاع میں اور اس جنگ میں شریک ہوں تا کہ اس آبنائے کی سکیورٹی کو یقینی بنایا جائے۔ ٹرمپ نے نارتھ اٹلانٹک ٹریٹی آرگنائزیشن (نیٹو) اور چین سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ آبنائے کو دوبارہ کھلوانے اور اس میں بحری آمدورفت کو محفوظ بنانے کی کوششوں میں حصہ لیں۔ ٹرمپ نے مزید کہا کہ امریکہ کو آبنائے ہرمز سے کچھ حاصل نہیں ہوتا“ (الجزیرہ نیٹ، 19 مارچ 2026ء)۔ ایک فرانسیسی ادارے (Jacques Delors Institute) کے 28 اپریل 2026ء کے ایک ابتدائی تخمینے کے مطابق، آبنائے ہرمز کی بندش کے باعث تیل کی قیمتوں میں اضافے سے یورپی معیشتوں کو بندش کے پہلے دو ماہ میں ہی 39.6 ارب یورو کا بھاری نقصان پہنچا: ”یورپی کمیشن کی صدر ارسولا وان ڈیر لیین (Ursula von der Leyen) نے کہا کہ آبنائے ہرمز کے بحران کے آغاز سے اب تک یورپی یونین نے درآمد شدہ فوسل ایندھن کے لئے اضافی 90 ارب یورو ادا کیے ہیں“ (عرب-48، 16 ستمبر 2026ء)۔ اس کے علاوہ یورپی آئل ریفائنریوں کو بھی شدید بحرانوں کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ یوکرین کی جنگ کے باعث روس کی جانب سے ڈیزل ایندھن کی فراہمی بند ہو گئی تھی، اور ایران کے خلاف جنگ کے بعد عرب ممالک اور بھارت سے بھی اس کی فراہمی منقطع ہو گئی۔

ہشتم: ان مسلسل اور شدید ضربوں کے اثرات کے تحت فرانس سمیت یورپی ممالک، اگرچہ دنیا کے بعض خطوں میں امداد فراہم کرنے والے ممالک کے طور پر نظر آتے ہیں، لیکن وہ معاشی طور پر ڈوب رہے ہیں۔ یورپ کے ممالک کی معیشتیں جیسے جیسے ڈوب رہی ہیں، ان کی عالمی حیثیت اور مقام بھی روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں ان کے پاس اپنے علاقوں میں عوامی سہولیات کے لئے خرچ کرنے کے وسائل محدود ہوتے جا رہے ہیں، جبکہ انہیں توانائی کی قیمتوں میں اضافے، کمپنیوں کے دیوالیہ ہونے اور اس کے نتیجے میں بے روزگاری کے سیلاب کا سامنا ہے، اور اس سے بھی بڑا سیلاب ملٹری اخراجات کا ہے، جو امریکہ ان ممالک پر مسلط کرتا جا رہا ہے اور ان اخراجات میں کمی کرنے پر انہیں سزا دیتا ہے۔ ان تمام حالات کے تناظر میں احتجاجی مظاہروں کا پھوٹ پڑنا، دائیں بازو کی طرف جھکاؤ اور ان مظاہروں کا پرتشدد کارروائیوں میں تبدیل ہو جانا ایک غالب حقیقت بن چکا ہے، کیونکہ ان حکومتوں کے پاس اپنے عوام کی سہولیات کے لئے بھاری رقوم مختص کرنے کی استطاعت نہیں رہی، حالانکہ یہ عوام کئی دہائیوں سے یہ سہولیات مہیا ہونے کے عادی ہو چکے تھے۔ چنانچہ معاشی طاقت کے خاتمے اور قوم پرست دائیں بازو کی تحریکوں کے عروج، یعنی معاشرے کے اندر سیاسی کشمکش، کے ساتھ ان احتجاجی مظاہروں کا بھڑکنا اور ان سے فائدہ اٹھانا ایک طرف انہیں پرتشدد بنا رہا ہے، جبکہ دوسری طرف اس بات کے امکانات بھی بڑھ رہے ہیں کہ یہ مظاہرے گزشتہ برسوں کی طرح کے کوئی عارضی واقعہ نہیں رہیں گے بلکہ ایک مسلسل سلسلہ بن جائیں گے۔ فرانس اور یورپ کے دوسرے ممالک میں ہونے والے یہ مظاہرے یورپ کی حقیقی کمزوری کو ظاہر کرتے ہیں، ایسی کمزوری جسے یورپی حکومتوں کی کوششیں روکنے میں ناکام رہی ہیں، بلکہ یہ ایک آئیڈیالوجی کی ناکامی اور سیاسی ناکامی کو ظاہر کرتے ہیں جو امریکہ کی جانب سے ہونے والی مسلسل معاشی ضربوں کے علاوہ چین کے ساتھ مقابلے کی دوڑ کے باعث مزید بڑھ رہی ہے۔ یعنی یورپ کا وہ مانوس چہرہ، جو کئی دہائیوں سے ذہنوں میں نقش تھا، حالیہ برسوں میں تیزی سے تبدیل ہونا شروع ہو گیا ہے اور اپنی حقیقی ضعیف و ناتواں صورت کے قریب پہنچ رہا ہے۔ یورپ دن بہ دن کمزور ہو رہا ہے اور مستقبل قریب میں اس کے بحران مزید سنگین ہو سکتے ہیں۔

نہم: آج دنیا کی قیادت ان کافر، بدکردار اور ظالم ریاستوں کے ہاتھ میں ہے، جو اپنے شیطانی مفادات کو ہر شے پر ترجیح دیتی ہیں ...ان کے مؤقف اپنے اتحادیوں کے بارے میں بھی لمحہ بہ لمحہ بدلتے رہتے ہیں، اور یہ تبدیلی کسی خیر کے لئے نہیں ہوتی جسے وہ سمجھ رہے ہوں، بلکہ اس شر کے لئے ہوتی ہے جسے وہ انجام دے رہے ہیں ...یہ ریاستیں زمانۂ جاہلیت کے پہلے دور کو دوبارہ زندہ کر رہی ہیں، بلکہ یہ تو جاہلیت سے بھی زیادہ بدتر ہونے کے قریب ہیں! جس طرح ان سے پہلے فارس اور روم کی ریاستوں کو پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا اور زمین اسلام کے نور سے منور ہو گئی تھی، اسی طرح بالکل ایسا ہی دوبارہ بھی ہوگا، ان شاء اللہ ! مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے: ابو ربیع عتکی اور قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا، دونوں نے حماد بن زید سے روایت کیا، اور الفاظ قتیبہ کے ہیں: حماد نے ایوب سے، انہوں نے ابو قلابہ سے، انہوں نے ابو اسماء سے، انہوں نے ثوبانؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **«إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا»** "بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا، تو میں نے اس کے مشرق اور مغرب دیکھ لئے، اور یقیناً میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک زمین میرے لئے سمیٹی گئی تھی ..." اور اس جابرانہ حکمرانی کے دور کے بعد کہ جس کے تحت ہم اب زندگی گزار رہے ہیں، خلافتِ راشدہ دوبارہ قائم ہوگی اور اللہ قوی العزیز کے اذن سے اور اس کے بعد حزب التحریر کے شباب کی جدوجہد سے، جو کہ دعوت کے مخلص حاملین ہیں، یہ خلافت دنیا بھر کے خطوں میں خیر پھیلائے گی۔ احمد نے اپنی مسند میں حذیفہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **«ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ»** "پھر جابرانہ حکمرانی (ملکا جبریة) ہوگی، اور وہ تب تک رہے گی جتنی اللہ چاہے گا، پھر جب وہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کر دے گا، پھر نبوت کے طریقے پر خلافت (خلافة علي منهاج النبوة) قائم ہوگی" اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ اور بیمار دل و دماغ رکھنے والوں کی باتیں اس حق کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **﴿غَرَّ هَؤُلَاءِ دِينُهُمْ﴾** "ان لوگوں کو ان کے دین نے غرور میں ڈال دیا ہے" [الانفال؛ 8:49]۔ ان جیسے لوگوں نے اس سے پہلے بھی ایسی ہی باتیں کہی تھیں، جب رسول اللہ ﷺ نے فارس اور روم کی سرزمینوں تک اسلام کے اقتدار کے پھیلنے کی بشارت دی تھی۔ ابو الحسن نور الدین الہیثمی (وفات 807ھ) کی تصنیف (مجمع الزوائد) میں مذکور ہے، **(ثُمَّ مَشَوْا إِلَى الْخَنْدَقِ، فَقَالَ رسول الله ﷺ: «اذْهَبُوا بِنَا إِلَى سَلْمَانَ، وَإِذَا صَخْرَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ قَدْ ضَعُفَ عَنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: دَعُونِي فَأَكُونَ أَوَّلَ مَنْ ضَرَبَهَا، فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، فَضَرَبَهَا فَوَقَعَتْ فِلْقَةُ ثُلُثِهَا، فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، قُصُورُ الرُّومِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ ضَرَبَ أُخْرَى فَوَقَعَتْ فِلْقَةٌ، فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ قُصُورُ فَارِسَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ»، فَقَالَ عِنْدَهَا الْمُنَافِقُونَ: نَحْنُ بِخَنْدَقٍ عَلَى أَنْفُسِنَا وَهُوَ يَعِدُنَا قُصُورَ فَارِسَ وَالرُّومِ. رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَنُعَيْمِ الْعَنْبَرِيِّ، وَهُمَا ثِقَتَانِ)** " ... پھر وہ خندق کی طرف گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'ہمیں سلمان کے پاس لے چلو'۔ وہاں ان کے سامنے ایک چٹان تھی جسے توڑنے سے وہ عاجز آ چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: 'مجھے دو تاکہ میں سب سے پہلے اس پر ضرب لگاؤں'۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: 'بسم اللہ' اور اس پر ضرب لگائی تو اس کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ کر گر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'اللہ اکبر! ربِ کعبہ کی قسم، روم کے محلات!' پھر آپ ﷺ نے دوسری ضرب لگائی تو اس کا ایک اور ٹکڑا ٹوٹ کر گر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'اللہ اکبر! ربِ کعبہ کی قسم، فارس کے محلات!' اس موقع پر منافقین نے کہا: ہم خندق میں اپنی جانوں کے خوف سے بیٹھے ہیں اور یہ ہمیں فارس اور روم کے محلات کی بشارت دے رہے ہیں۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے، اور اس کے راوی صحیح ہیں، سوائے عبداللہ بن احمد بن حنبل اور نعیم عنبری کے، اور یہ دونوں ثقہ ہیں"۔ یہی وہ بات ہے جو منافقین کے کہنے کے باوجود واقع ہوئی اور پوری ہوئی، کیونکہ صادق رسول، محمد ﷺ کا ہر فرمان حق ہے: **﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾** "اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ یہ تو بس وحی ہے جو ان کی طرف نازل کی جاتی ہے" [النجم؛ 53: 3-4]

لہٰذا خلافت دوبارہ قائم ہو کر رہے گی اور اسلام ان تمام علاقوں میں پھیل جائے گا جن کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ سے وعدہ فرما دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، **﴿وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ- بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ**

يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ﴾"اور اس دن مومنین خوش ہوں گے، اللہ کی مدد سے۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے، اور وہی نہایت غالب، بہت رحم فرمانے والا ہے" [سورة الروم؛ 30 : 4-5]

22 جمادی الاول 1448ھ

بمطابق 02 نومبر 2026ء